صوبائی اسمبلی سیکرٹریٹ خیبر پختونخوا

رپورٹ

مجلس قائمہ نمبر 30 برائے بین الصوبائی رابطہ خیبر پختونخوا

(سردار حسین بابک)

ایم پی اے / چیئرمین

سٹینڈنگ کمیٹی نمبر 30 برائے بین الصوبائی رابطہ خیبر پختونخوا

رپورٹ

مورخہ 18 دسمبر 2019ء کو محکمہ بین الصوبائی رابطہ کی طرف سے مجلس قائمہ کے معزز ممبران کیلئے بریفنگ کا اہتمام کیا گیا جس میں کئی صوبائی اُمور کے علاوہ وفاقی مشترکہ مفادات کونسل میں صوبے کے مسائل اور وہاں پر التواء کے شکار سمریوں اور دیگر اُمور پر سیر حاصل بحث کی گئ۔

2۔ مندرجہ ذیل اراکین کمیٹی نے اجلاس میں شرکت کی۔

1۔ ملک واجد اللہ خان صاحب، ایم پی اے

2۔ جناب نذیر احمد عباسی صاحب، ایم پی اے

3۔ جناب سردار خان صاحب، ایم پی اے

4۔ جناب طفیل انجم صاحب، ایم پی اے

5۔ پیر فدا محمد صاحب، ایم پی اے

6۔ محترمہ مدیحہ نثار صاحبہ، ایم پی اے

7۔ محترمہ ریحانہ اسمعیل صاحبہ، ایم پی اے

3۔ ڈاکٹر محمد اجمل صاحب، سیکرٹری بین الصوبائی رابطہ خیبر پختونخوا نے بتایا کہ مشترکہ مفادات کونسل ایک آئینی پلیٹ فارم ہے جو کہ 1973ء کے آئین کی دفعہ 153 کے تحت معرض وجود میں آیا ہے وزیر اعظم کونسل کے آئینی سربراہ جبکہ چاروں صوبوں کے وزراء اعلیٰ اور تین وفاقی وزراء جیسے وزیر معاشیات، وزیر برائے بین الصوبائی رابطہ اور وزیر صنعتی پیداوار اس کے ارکان ہوتے ہیں اور تمام صوبوں کے چیف سیکرٹری صاحبان بریفنگ اور صوبوں کے کیس اُجاگر کرنے کیلئے معاونت کرتے ہیں۔ آئین کی دفعہ 154 کے تحت مشترکہ مفادات کونسل وفاقی قانون ساز فہرست نمبر 2 میں موجود اُمور جیسے ریلوے، معدنی تیل، قدرتی گیس، بجلی، ریگولیٹری اتھارٹیز اور مردم شماری وغیرہ پر پالیسی سازی اور سرپرستی کرتی ہے اور وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو وقتاً فوقتاً تجاویز اور رہنمائی مہیا کرتی ہے اور بعض اُمور پر فیصلہ سازی بھی کرتی ہے آئین کی دفعہ 154(3) کے تحت وفاقی حکومت تین مہینے کے اندر اندر مشترکہ مفادات کونسل کا کم از کم ایک اجلاس منعقد کرنے کی پابند ہے۔ اب تک مشترکہ مفادات کونسل کے کل (40) اجلاس منعقد ہو چکے ہیں۔ آخری اجلاس مورخہ 19 نومبر 2018 کو منعقد ہوا جبکہ آئندہ اجلاس مورخہ 23 دسمبر 2019 کو اسلام آباد میں بلایا گیا۔ کونسل میں اب تک خیبر پختونخوا حکومت کی طرف سے کل (12) سمریاں پیش کر دی گئی ہیں جن میں صرف ایک سمری منظور ہوئی ہے اور 11 سمریاں تاحال التواء کا شکار ہیں مزید برآں گزشتہ 6 سالوں کے دوران کونسل کے سامنے صوبہ کے کل 165 بڑے مسئلے پیش کیئے گئے۔ جن میں کل 58 منصوبے / مسئلے منظور ہوئے اور بقایا تاحال التواء کا شکار ہیں۔

4۔ پیر فدا محمد صاحب، ایم پی اے نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ 6 سالوں کے دوران 165 صوبائی مسائل میں صرف 58 منظور ہوئے اور 107 التواء کا شکار ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ صوبے کی طرف سے ان مسائل کی صحیح پیروی یا دفاع نہیں ہوا لہٰذا اس صوبے کی آواز وفاق تک ضرور پہنچائی جائے اس کے علاوہ نیٹ ہائیڈل پرافٹ کا مسئلہ کئی دہائیوں سے چلا آرہا ہے اب چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب اور ایڈوائزر ٹو چیف منسٹر برائے انرجی اینڈ پاور بھی اس میں خصوصی دلچسپی لے رہے ہیں کہ نیٹ ہائیڈل پرافٹ اور تمباکو بورڈ کے مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر حل کیا جاسکے۔

5۔ جناب طفیل انجم صاحب، ایم پی اے نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ محکمہ وفاق میں پورے صوبے کی نمائندگی کرتا ہے لہٰذا کم از کم ڈویژنز کی سطح پر اس کے دفاتر کا قیام عمل میں لایا جائے اور نیٹ ہائیڈل پرافٹ کی تقسیم کو اے جی این قاضی فارمولہ کے تحت یقینی بنایا جائے۔

6۔ محترمہ ریحانہ اسماعیل صاحبہ، ایم پی اے نے تجویز دیتے ہوئے کہا کہ مشترکہ مفادات کونسل انتہائی اہم فورم ہے لہٰذا وزیر اعظم پاکستان کو اس صوبہ اور سٹینڈنگ کمیٹی برائے بین الصوبائی رابطہ کی طرف سے استدعا کی جائے کہ اس غریب اور دہشت گردی کا شکار صوبہ کے عوام کی خاطر کونسل کے اجلاس ریگولر بنیادوں پر منعقد کی جائیں اور صوبہ کے زیر التواء سمریوں کی منظوری کو یقینی بنایا جائے۔

7۔ ملک واجد اللہ خان صاحب، ایم پی اے نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اتنے اہم صوبائی مسائل پر کمیٹی کا اجلاس منعقد کیا گیا ہے جس میں نہ صرف صوبائی مسائل پر گفتگو کی گئی بلکہ عرصہ دراز سے ہونے والی زیادتی کا بھی اندازہ ہو گیا لہٰذا اس صوبہ کے جتنے مسائل وفاقی حکومت اور مشترکہ مفادات کونسل سے جڑے ہوئے ہیں وہ بذات خود اپنی حکومت اور پارٹی کے سینیئر عہدیداران سے استدعا کریں گے کہ اس صوبے کے مالی مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے حالیہ دہشت گردی اور قبائلی اضلاع کے انضمام کی خاطر ملکی سطح کی پیداوار اور آمدن میں اس صوبہ کو اپنا جائز حق بروقت دینے کیلئے ٹھوس اقدامات اُٹھائیں جائیں۔

8۔ کمیٹی نے محسوس کیا کہ دوسرے صوبوں کے نمائندے مشترکہ مفادات کونسل میں انتہائی تیاری کے ساتھ اپنے صوبوں کے کیسز کی پیروی اور دفاع کرتے ہیں چاول، کپاس، کوئلہ اور کارخانوں کے کیسز ایسے پیش کرتے ہیں جیسے ان کے اپنے ذاتی کیسز ہوں لیکن تمباکو، گڑ، معدنیات، تیل و گیس، بجلی، لکڑی، ماربل، سبزیوں، میوہ جات جو کہ وافر مقدار میں خیبر پختونخوا میں پیدا ہوتے ہیں مگر تیاری اور بہتر نمائندگی نہ ہونے کی وجہ سے وفاق میں التواء کا شکار ہیں کسی کے پاس نہ ریکارڈ ہوتا ہے اور نہ ہی اپنے جائز مطالبات منوانے کیلئے جواب ہوتا ہے دوسرے صوبہ میں کپاس کیلئے تو اتھارٹیز اور کارپوریشن بنی ہیں لیکن اس صوبہ کے نمائندوں کی عدم دلچسپی کی وجہ سے سبزیاں، میوہ جات اور معدنیات تو کیا آئل اینڈ گیس، بجلی اور تمباکو کے کیسز بھی التواء کا شکار ہیں جس کا نقصان ہماری آئندہ نسلوں کو ہو گا۔